ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلّہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر انتل ضیا

شعبۂ اردو، جامعہ شہید بینظیر بھٹو برائے خواتین پشاور

ڈاکٹر فریدہ عثمان

چغرمٹی ڈگری کالج پشاور

نوشین زیب

ایم۔فل (اردو) سکالر جامعہ شہید بینظیر بھٹو برائے خواتین پشاور

اسد محمود خان کے افسانوں میں سماجی حقیقت نگاری

Dr. Antal Zia
Department of Urdu, Shaheed Benazir Bhutto University for Women, Peshawar.
Dr. Fareeda Usman
Chaghar Mati Degree College, Peshawar.
Nosheen Zaib
MPhil Scholar Urdu, Shaheed Benazir Bhutto University for Women, Peshawar.

Email: antalzia@sbbwu.edu.pk

A Study of Social Realism in Asad Mehmood Khan's Short Fiction

Asad Mehmood Khan is a well-known Urdu short story writer who uses his real-life experiences, especially from his military career, to highlight social issues. His stories talk about poverty, family problems, women's struggles, and the hard life of soldiers. He writes with emotion and realism, focusing on the daily lives of ordinary people. His story "Neel Polish" shows an Afghan girl's innocent

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

dreams in a harsh society, while "Khwaab Mein Likhi Gayi Kahani" reveals the sacrifices of soldiers. Khan's writing also points out how freedom and justice often remain out of reach. Through simple yet powerful stories, he gives a voice to those facing hardships in society.

Key Words: *Social Realism, Class Struggle, Women's Issues, Military Life, Afghan Society, Cultural Identity, Freedom and Oppression, Modern Technology.*

اسد محمود خان اردو ادب کے حوالے سے ایک ایم نام بن چکا ہے ان کا پیشہ سپہ گری رہا ہے مگر ان کا اصل میدان ادب بن چکا ہے۔ وہ ایک اہم ناول نگار، ایک نمایاں خاکہ نگار اور زندگی کی حقیقی تصویر پیش کرنے والے افسانہ نگار ہے۔ ادب کی دنیا میں اسد محمود خان نے ایک الگ پہچان بنائی۔ ان کی تحریروں میں ان کی کہانی اور آب بیتی کا ایک ایسا رنگ نظر آتا ہے۔ جو ان کو دوسرے تخلیق کاروں سے منفرد کرتا ہے۔ ان کی تحریریں مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتی چلی آرہی ہیں۔ جن میں ایک مشہور زمانہ جریدہ "فنون" (لاہور) بھی قابل ذکر ہے۔ اس کے بانی احمد ندیم قاسمی ہیں۔ جنھوں نے اس کا اجراء لاہور سے کیا تھا۔ یہ اپنے عہد کا ایک ایسا مشہور زمانہ جریدہ رہا ہے۔ کہ جس میں کتنی بھی مصنف کا کلام یا کوئی ادبی فن پارہ شائع ہوا۔ اس مصنف کے ادبی معیار اوراس کی قابلیت کی دلیل سمجھا جاتا تھا۔ اسد محمود خان کی تحریریں مختلف ادوار میں مختلف رسائل میں چھپتی چلی آرہی ہیں۔ "فنون" کے علاوہ بھی ان کی تحریریں بہت سے ادبی رسائل میں شائع ہو چکی ہیں جن میں عسکری رنگ کا مشہور زمانہ ادبی رسائل "بلال" (راولپنڈی) "سہل" (واہ کینٹ) "سرخاب" (اسلام آباد) جان کاشمیری (اسلام آباد) "خط رنگ" (لاہور) "نوازش" (لاہور) "اوصاف" (اسلام آباد) "تعلیمی جائزہ" (لاہور) اور ایسے بیشتر پیشہ ورانہ رسائل شامل ہیں۔ جن میں اسد محمود خان کے ادبی اصناف اور شخص اوصاف تحریر ہوتے چلے آرہے ہیں۔ جو ان کی ادبی شخصیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

اسد محمود خان بیک وقت ایک اچھے ادیب محقق 'افسانہ نگار ناول نگار اور کالم نگار ہیں۔ اس مقالے میں اسد محمود خان کے افسانوں سماج کی پیشکش کا جائزہ لیا جائے گا اس لیے یہاں سماج کا مختصر بیان کیا جاتا ہے۔ "سماج " سنسکرت زبان کے دو الفاظ سے مل کر بنا ہے۔ "سم " اور آج، سم کے معنی ہیں اکھٹا، ملا ہوا یا ایک ساتھ اور آج کے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

معنی ہیں متحد رہنا۔یعنی سماج کے لغوی معنی ہیں ایک ساتھ ملکر رہنا۔اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں افراد ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں وہیں سماج بن جاتا ہے۔ سماج کے بنیادی مباحث میں وہ تصورات اور نظریات شامل ہوتے ہیں۔ جن کا تعلق انسانی رویے، اقدار رسم ورواج اور تہذیبی و ثقافتی تمدن کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں مختلف نظریات کے پیش نظر ان تمام سرگرمیوں کو جانچا جاتا ہے۔ جن کے اندر رہ کر انسان معاشرے میں زندگی گزار رہا ہوتا ہے یا جن چیزوں سے وہ استفادہ کرتا ہے، یا پھر وہ چیزیں اس کے لیے مسائل کا سبب بن رہی ہوتی ہیں۔ اس میں انسانی زندگی پر اثرانداز ہونے والے تمام سماجی پہلوؤں کو جانچا جاتا ہے۔ جو انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ سماج کے اندر مختلف گروہوں، اداروں اور طبقات کے تعلقات اور ان کی تنظیم کا مطالعہ ہے۔ اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کس طرح مختلف ادارے چاہے وہ خاندان یا تعلیم وصحت کے ادارے یا پھر معاشی وسیاسی ادارے ہیں۔ یہ کس حد تک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ یا جڑے ہوئے ہیں۔ اور پھر ان مختلف اداروں کے سماج پر کیا اثرات ہیں۔ انسانی معاشرہ میں جو انسان کی پہلی درسگاہ ہے۔ جس سے وہ اچھائی یا برائی نیکی یا بدی سیکھتا ہے۔ معاشرے کی سب سے پہلی اکائی خاندان ہوتا ہے۔ اور اسی سے وہ تمام اقدار حاصل کرتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خاندان میں وہ کن روایوں اور کن اقدار کا سامنا کر رہا ہوتا ہے۔ انسان ہی سماج میں ہر ادارے کا محتاج ہوتا ہے۔ جس سے وہ کچھ نہ کچھ سیکھتا ہے۔ اور سماج میں ایک اچھا اور قابل انسان بننے کے لیے اسے ہر ادارے کا سامنا لازمی کرنا۔ سماج چونکہ انسان سے ہی وجود میں آتا ہے۔ جہاں انسانی گروہ ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ ان کے لیے وہ مختلف تعلقات میں جڑ جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک خاندان اس میں تمام رشتے،انسان بغیر سماجی تعلقات کے کچھ بھی نہیں کر سکتا، یہ سماجی تعلقات انسانی بازوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کی ضرورت کو پورا کرتے رہتے ہیں۔ ایک بیکار تو دوسرا کام آگیا۔ اسی طرح سماج میں رشتہ ایک دوسرے سے کسی نہ کسی ضرورت کے ساتھ جڑا ہوا ہے، سماجی اقدار وروایات میں یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ کون سا معاشرہ کن اقدار وروایات کو اپنا کر ارتقاء پذیر ہوتا ہے۔ چونکہ ہر معاشرے کی اپنی اقدار ہوتی ہیں۔ کوئی بھی سماج ہوا س میں جو بھی اقدار وروایات ہوں گی۔ وہ وقت کے ساتھ ساتھ تغیر پذیر ہوتی جاتی ہے۔ چاہیے وہ دنیاوی رسم ورواج ہو یا پھر زبان وبیان ہو یا پھر رہن سہن کے طور طریقے ہوں۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ سماج میں تبدیلیاں رونما ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور سماجی روایات میں بھی تبدیلی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

ہوتی رہتی ہیں۔

ادب مختلف حوالوں سے زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ اصناف کی صورت میں نمو پاتا ہے اردو ادب نظم و نثر دونوں صورتوں میں سماج اور معاشرے کا نمایئدہ رہا ہے۔ اس میدان میں مختصر افسانہ اہم ہے جو زندگی کے کسی خاص پہلوں کو بیان کرتا ہے۔ افسانہ نگاری کے حوالے سے دورِ حاضر کے بہت بڑے نام جنہوں نے متنوع موضوعات کو اپنے افسانوں میں شامل کیا اور اس صنف کو جلا بخشا ان میں کرن صدیقی، زریا حسن، سید ماجد شاہ، سیمیں کرن وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ عصر حاضر میں علی اکبر ناطق، شاہد حمید، شاہد رضوان، طاہرہ اقبال، اسد محمد خان، لیاقت علی، انوار احمد، علی تنہا، مرزا اطہر بیگ، حسن منظر، سید گلزار حسنین، ژولیاں، سلمان بخاری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ واہ کینٹ راولپنڈی کی دھرتی کا ایک انمول اور منفرد چہرہ افسانہ نگاری کا ایک معتبر نام اسد محمود خان ہے جنہوں نے اپنی تخلیقات کے ذریعے بہت سے لوگوں میں شعور و آگاہی کی ایک شمع روشن کی ہے۔ انھوں نے افسانہ نگاری میں نئے موضوعات کو شامل تخلیق کیا ہے اور ہر سماجی و معاشرتی موضوعات کو بیان کیا ہے۔ اس سماج میں ایک عام آدمی سے لے کر ایک خاص ادمی تک کے جتنے بھی گریلو یا سماجی مسائل دیکھنے یا سننے کو ملتے ہیں۔ اسد محمود خان نے ان سب مسائل کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے ان کی افسانہ نگاری میں جدیدیت ملتی ہے۔ یہ ایک بلند افکار کے مالک سخن ور ہیں۔ یہ ایک عام طبقے اور عام آدمی کی آواز بن کر ادب کے افق پر نمودار ہوئے ہیں۔ ان کے ہاں طنز و مزاح اور غربت و مفلسی اور دینی و تعلیمی سیاسی و سماجی الغرض تمام تر وہ موضوعات جو ہمارے سماج میں خاص وعام دیکھائی دیتے ہیں۔ ان کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ افسانوی تکنیک باخوبی جانتے ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں مختلف افسانوی تکنیک کو بروئے کار لایا ہے۔ ان کا اسلوب بہت ہی دلکش ہے مگر سادہ نہیں ہے، ان کے اسلوب میں مغربی عنصر نظر آتا ہے۔ مگر پیچیدگی سے اجتناب کرتے ہیں۔ اسد محمود خان کو خالق نے بہت سے خوبیوں سے نوازا ہے۔ ایک تو یہ ایک اچھے انسان ہیں اور پھر ایک اچھے تخلیق کار بھی ہیں اور اپنی عمر کا ایک خاصہ حصہ بطور ایک فوجی آفیسر کے گزار چکے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ فکری اور فنی لحاظ سے بہت ہی عمدہ قلم کار ہیں۔ ان کے افسانوی موضوعات میں کئی رنگ بکھیرے ہوئے ہیں۔ ان کے افسانوں میں مختلف مسائل کا بیان ملتا ہے گھریلو ناچاکی کے مسائل، تعلیمی مسائل، سیاسی مسائل، بے روزگاری کے مسائل، سماجی تلخ رویے، عمومی انسانی جذبات واحساسات کے موضوع اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

سب سے زیادہ ایک فوجی کی زندگی کے مسائل کے موضوعات ہیں۔

اسد محمود خان عہد حاضر کے ایک ایسے منفرد افسانہ نگار ہیں جن کے افسانوں میں ان کی زندگی کے مشاہدات وتجربات کا عکس نظر آتا ہے۔ اپنے افسانوں کے ذریعے انھوں نے زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کر کے سماجی مسائل کو بیان کیا ہے۔ اسد محمود خان چونکہ فوج کے شعبہ سے وابستہ ہیں اور اپنی عمر کا ایک خاصہ حصہ ملک وقوم کی خدمت اور حب الوطنی کے جزبے سے سرشار گزار چکے ہیں اس لیے انھوں نے اپنی کہانیوں میں ایک مجاہد کی زندگی اور اس کی جانثاری کے وہ پہلو جو عام انسان کی نظروں سے اوجھل رہے ہیں۔ ان کو بیان کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ ایک سپاہی کی زندگی کے سماجی مسائل کو قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے پہلے افسانوی مجموعہ کا پہلا افسانہ "خواب میں لکھی گئی اک کہانی کا تسلسل"۔ میں انھوں نے ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے ان سپاہیوں کی سرحدی زندگیوں کو بیان کیا ہے۔ جو حب الوطنی کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنے جان ومال سے بے خطر ہو کر وطن عزیز میں رہنے والوں کے تحفظ کے لیے لڑتے ہیں۔ اس افسانے میں ایک سپاہی کی زندگی کے مختلف مسائل دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ایک تو اس کو گھر بار سے دور اپنے بیوی بچوں ماں باپ بہن بھائی سے کوسوں دور اور پھر ہر موسم چاہے سخت جاڑے کا موسم یا سخت گرمی کا طوفان ایک سپاہی کو یہ سب فراموش کر کے اپنے فرائض سرانجام دینے ہوتے ہیں۔ پھر دشمن کی یلغار اور موت کی ہولی کے لیے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھنا کہ یہ سانس ایک آخری سانس بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک سپاہی کی زندگی میں ایک عام انسان کی نسبت زیادہ محرومیاں ہوتی ہیں۔ جیسے وہ چہرے کے تبسم کے پیچھے چھپاتے ہی رکھتا ہے۔

اس افسانے کے شروع میں ایک خواب کے ذریعے بہت رقعت آمیز مناظر دیکھائے گئے ہیں اور مختلف کرداروں کے ذریعے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ جنگی صورت حال میں نفسا نفسی کا وہ عالم کہ مارو یا مر جاؤ کا اور پھر جنگی اختتام پر ہر طرف بچ جانے والوں کی وہ چیخو پکار وہ درد وکراہت پر درد آہ و بکا پھر اس عالم میں امدادی سہولیات کا آنا کچھ سپاہیوں کے بچ جانے پر ہیلی کاپٹر کا آنا جیسے سماوی امداد کا آنا اور سفید لباس میں ان فرشتوں کا نمودار ہونا جو موت کی مسکراہٹ میں زندگی کی امید بن کر ظاہر ہونا اور بچ جانے والوں کو میڈیکل کے سہولیات مہیا کرنے ان کو موت کے منہ سے نکال کر نئی زندگی میں معاون ثابت ہونا یہ سب مناظر ایک تسلسل کے ساتھ غزل

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

تسلسل کی طرح ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

"اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی ہم اس مقام پر پہنچ گئے جہاں فیصلہ پر عمل ہونا تھا اور میری ٹانگ کاٹی جانی تھی۔ مجھے ایک تختے پر لٹا دیا گیا جب کہ میرے ہاتھ پیر اور کمر پر چمڑے کے چوڑے .بیلٹس باندھ کر کس دیا گیا۔ اب میں مزید حرکت کے افرشتہ نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں تیز دھار ٹوکا تھا۔ اس نے قدم میری جانب بڑھائے اور دائیں ٹانگ کے پاس آکر رک گیا۔ ایک لمحے کے لیے میری ٹانگ اور میرے چہرے کی جانب دیکھا، دیکھتے ہی دیکھتے کاٹو کے والا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا اور بڑی تو ان کے بیچ سے ایک جلادی چہرے والا فرشتہ نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں تیز دھار ٹوکا تھا۔ اس نے قدم میری جانب بڑھائے اور دائیں ٹانگ کے پاس آکر رک گیا۔ ایک لمحے کے لیے میری ٹانگ اور میرے چہرے کی جانب دیکھا، دیکھتے ہی دیکھتے کاٹو کے والا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا اور بڑی تیزی کے ساتھ نیچے میری ٹانگ کی جانب بڑھنے لگا۔"(۱)

اللہ بادل اسد محمود خان کے افسانوں کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

"اسد محمود کو دیکھتے ہیں تو ان میں ایک ایسا فکشن نگار نظر آتا ہے جو لفظوں میں فکر، کہانیوں میں سچائی اور کرداروں میں بیداری کا درس دیتا ہے، وہ درویش نہیں، مگر درویشوں کی سی نظر رکھتا ہے، وہ ہی نہیں، مگر اپنے قبیلے کو بیدار کرنے والا ایک سچا نقیب ہے اور آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے۔ اسد محمود خان کی تحریر ایک سوال نہیں ایک کشف ہے۔ (۲)

"نیل پالش": اس افسانے کی کہانی ایک بہت ہی خوب صورت اور حسن کی دیوی نما لڑکی کی کہانی ہے۔ اس افسانے میں بھی منظر نگاری کے ساتھ ساتھ سراپا نگاری اور حلیہ نگاری کو بہت ہی کمال انداز اور حسن لطافت سے بیان کیا گیا ہے۔ جو پڑھنے والے کو مزید تجسس میں ڈال دیتا ہے۔ اس افسانے کی کہانی ایک ایسی افغانی لڑکی کے خدوخال حسن جوانی اور رہن سہن سے شروع ہوتی ہے۔ جو ایک عام افغانی سماج میں عام ماحول اور جگہ پہ پیدا ہوئی ہے اور عام بچوں کی طرح پرورش پائی ہے۔ دراصل اس افسانے میں افغانی سماج کی ایک عکاسی کی گئی ہے جس میں وہ

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

افغانی طبقہ کہ جسے متوسط طبقہ کہا جاتا ہے۔ وہ کس طرح زندگی گزارتے ہیں یا ان کے بچے کس ماحول میں پروان چڑھ کر اپنی جوانی کی رنگینوں سے ہوتے ہیں۔ افغانی لوگ جو ہے نہایت سادہ اور عام لباس ہیں مگر ان کا حسن اور ان کے خدوخال تمام طبقات کے لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ افغانی نوجوان نہایت سادہ ہوتے ہوئے بھی بہت دلکش اور خوب صورتی کی ایک تمثیل ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس افسانے میں ایک افغانی لڑکی کے کردار سے افغانی لوگوں کا وہ طبقہ جو ایک عام اور متوسط طبقہ ہے۔ جو جھونپڑیوں میں رہ کر زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں۔ ان میں کس قدر حسن وجمال پایا جاتا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ:

> "انتہائی مناسب چہرہ۔۔۔ جس پہ کھلتا گلابی رنگ چمکتا تھا۔ بڑی بڑی آنکھیں جن میں شرابی رنگت کے ڈھیلے۔۔۔ پیالے میں رکھی کنچیوں کی ماند لڑھکتے تھے۔ نوک دار اٹھی ہوئی ناک، باریک ہونٹ جن کے بیچ خوب صورت سفید چمکتے ہوئے دانت، نکلتا ہوا قد اور سب سے بڑھ کر ایک ادا تھی جو نہ جانے کس ڈھیرے سے اس نے نکالی اور کندھے پر دھرے پلاسٹک کے توڑے میں ڈال کر اپنی کر لی تھی۔ (۳)

کس طرح وہ افغانی لڑکی کہ جو ایک عام سی جھونپڑی میں پیدا ہوئی سادہ سی زندگی میں پروان چڑھی مگر اس کے حسن وجمال میں کوئی اس کا ثانی نہیں ہو سکتا کہ جو سر سے پاؤں تک سراپہ حسن ومثلِ حور سے کم نہیں مگر وہ اپنی داخلی کائنات اور سماج کے تلخ رویے اور محرومیوں سے بے فکر اور بے خبر ہو کر اپنے کام میں مگن ہے اور اس کا کام گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر ایک بیگ نما بنا ہوا تھیلا اٹھا کر لوگوں کا استعمال کیا ہوا وہ کوڑا کرکٹ کہ جو اس کے لیے کسی خزانے سے کم نہیں کہ جس میں وہ اپنی کمسنی سے جوانی تک کی پر مسرت اور دلکش ان چیزوں کو تلاش کرتی ہے جن میں اس کے بچپن کی ساتھی مثلاً استعمال شدہ گڑیا کھلوانے اور وہ اشیاء جو اسے تجسس میں ڈالے رکھتی ہیں اور اس کے زندگی کے اوقات کو حسین اور پر مسرت بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کو تلاش کر کے گھر لے کے صاف کر کے ان سے اپنا دل بہلاتی ہے اور اسے وہاں کوڑے میں ایک نیل پالش نظر آتی ہے۔ جسے وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر ہو کر اپنی حسین انگلیوں پر لگا کر اپنی اندر کی گڑیا کو خوش کرتی ہے مگر وہ اس بات سے بے خبر ہوتی ہے کہ زمانے کے ان درندوں کی نگاہوں میں کہ جن میں ہوس کے سوا اور کچھ نہیں پایا جاتا ان بھیڑیوں کی

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

نظروں میں اس کے جسم کی اور اس کی موجودگی کی کیا اہمیت ہے وہ مکمل بے خبر ہوتی ہے اور نیل پالش کی ٹوٹی ہوئی شیشی سے چاہیے اس کے ہاتھ کی انگلیاں بھی زخمی ہو چکی ہیں۔ مگر وہ اس سب سے بے خبر ہو کے اپنی زندگی کی شوخیوں میں اس نیل پالش کے شوخ رنگ میں اپنی کل کائنات اور خوشیوں کو تلاش کرنے میں کھو چکی ہوتی ہے۔

"ایک ڈھیر پھرولتے ہوئے اسے نیل پالش کی ٹوٹی ہوئی ایک شیشی ملی۔ اس نے اٹھا کے دیکھی تو پیندے میں ایک جانب کچھ رنگ دار مائع بھرا ہوا تھا۔ اس نے جھٹ سے اسے ہاتھ کہ ہتھیلی پہ انڈیلا تو یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی کہ اس کا رنگ تو کاغذ کی ان گڑیوں کے ہاتھ چڑھے رنگوں جیسا تھا جو اسے بھاتے تھے۔ اس نے خوشی سے ہتھیلی کو فضا میں بلند کیا اور گول گول گھومنے لگی۔ کچرے کے ڈھیر پر پڑی اس کی خوشی کو دیکھ کر محلے کے کچھ منچلے بھی خوش ہوئے۔ ان کی ہمت بندھی اور ان کی نظروں کے سائے میں بیٹھے ہوس کے بھیڑیوں کی لمبی، کالی زبانوں سے لال ٹپکنے لگی۔"(۴)

اس افسانے میں ایک افغانی لڑکی کے کردار سے مختلف سماجی مسائل کو قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک تو افغانی سماجی مسائل کا بیان ملتا ہے کہ افغانی سماج میں بھی طبقات کی ایک ظلامانہ اور جبرانہ تقسیم ہوتی ہے۔ یہاں بھی صاحب مروت کی عزت اور تکریم ایک عام فرد سے مختلف ہوتی ہے اور نچلا طبقہ ہمیشہ غربت کی ہی زندگی گزار رہا ہوتا ہے جس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اور دوسری طرف افغانی سماج کے اس رخ سے بھی پردہ ہٹایا گیا ہے کہ یہ لوگ کس قدر محنتی ہوتے ہیں غربت کے باوجود منتیں سماجتیں نہیں کرتے بلکہ اپنے ذاتی کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

افغانی رسم ورواج اور ثقافت کو سماجی حوالے سے بیان کرنے کے بعد اس سماج میں ایک لڑکی کی زندگی اور اس کی سماج میں فوقیت کو بیان کیا گیا ہے۔ دراصل سماج چاہے کوئی بھی ہو اس میں ایک لڑکی کو ہمیشہ مرد حضرات کی نظر میں حقارت اور ہوس کی ہی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اب عام معاشرے میں لڑکیوں کے رہن سہن اور لباس میں کچھ جدید قسم کا لباس ہوتا ہے۔ جسے مرد حضرات فراموش کرنے کے بجائے اپنی نگاہوں کے سکینر سے اس میں ایک خاتون کا مکمل سراپا کرنے دیکھائی دیتے ہیں اور ہر طرف ہوس کی نگاہوں سے تاڑنے اور تاکنے کا تو رواج عام سی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہو گئی ہے مگر کیونکہ اس افسانے میں ایک افغانی لڑکی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اب جیسا کہ افغانی رسم ورواج اور خاص کر ایک خاتون کے لباس سے تو ہر خاص وعام کی واقفیت ہے کہ سر سے پاؤں تک کپڑوں کے لباف میں چھپی اور ڈھکی ہوتی ہیں مگر پھر بھی مرد حضرات اس کی موجودگی کا احساس کرتے ہیں۔ اپنی حوس بھری نظروں سے دور حوس بھری مسکان سے اسے ضرور اپنے حیوانی جذبات اور اپنے درندہ صف ہونے کا احساس ضرور کرواتے ہیں جیسا کہ اس افسانے کے کردار کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا سماجی المیہ ہے کہ اب لڑکی تو کیا کوئی بچہ بچی تک محفوظ نہیں۔ اب کوئی بھی معاشرہ ہو کوئی بھی لباس ہو مگر وہاں ایک لڑکی نہ تو اپنی مرضی سے سانس لے سکتی ہے اور نہ ہی اپنے خیالات کا اظہار کر سکتی ہے۔

۔ڈاکٹر ظہیر عباس اسد محمود خان کے افسانوں کے حوالے کہتے ہیں۔

"اسد محمود خان کا افسانہ اس بات کی گواہی ہے کہ فرد اپنی آزادی کے لیے کوشش کرتا ہے۔ لیکن اس سماج میں آزادی ایک نیا قید خانہ بن جاتی ہے۔ وہ فرد جو معاشرتی مسائل سے آزاد ہونے کی جستجو کرتا ہے، دراصل اس جستجو میں دوبارہ ان ہی مسائل میں ڈوب جاتا ہے اور یہی اسد محمود کے افسانوں کی اصل حقیقت ہے "(۵)

اسد محمود خان کے افسانوں کی زیادہ تر کہانیاں پختون گھرانوں اور طبقات کی کہانیاں ہیں۔ چونکہ اسد محمود خان ایک فوجی ہیں تو ایک فوجی کی زندگی ہمیشہ حساس اور سرحدی علاقوں میں ہی گزرتی ہے جہاں زیادہ تر پختون لوگ ہی آباد ہیں اور اسد محمود خان کی زندگی کا خاصہ حصہ انہی سرحدی علاقوں میں پختون لوگوں کے ساتھ ہی گزرا ہے۔ اس لیے وہ پختون ثقافت اور رہن سہن سے خاصی واقفیت بھی رکھتے ہیں جو ان کے افسانوں میں یکسر دیکھنے کو ملتی ہے۔ افسانہ نوک نشتر پہ لکھی زندگی میں بھی انہوں نے ایک پختون گھرانے کی زندگی اور ثقافت اور سماج میں پختون گھرانوں کے سماجی مسائل کو قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس افسانے کا موضوع ایک پٹھان گھرانے کے معاشرتی اور سماجی مسائل اور ان کی تہذیب وثقافت ہے۔

شروع میں اسد محمود خان نے ایک پتنگ کو بطور علامت کے استعمال کر کے اب ایک بہت بڑے سماجی مسئلے کو بیان کیا ہے جو خاص کر ایک نسوانی مسئلہ اور سماج میں ہر عورت چاہیے وہ بیٹی ہو یا بیوی یا ماں کے روپ میں ہے

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

اسے یہ مسائل ہمیشہ در پیش رہتا ہے۔ ایک عورت کو یہ سماج ہمیشہ ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور عورت کے حقوق کو ہمیشہ روندا جاتا ہے۔ اب یہاں ایک پتنگ کو علامیت بنا کر اسد محمود خان نے یہ دیکھانے کی کوشش کی ہے کہ جب پتنگ کو ہوا میں اڑایا جاتا ہے اور دھیرے دھیرے ہوا بلندیوں تک پہنچتی چلی جاتی ہے اور اپنے عروج کو چاہ پہنتی ہے مگر عروج پر جانے کے بعد اسے پتھر مار کر نیچے گرایا جاتا ہے اور نا سمجھ بچے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس پہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ بالکل ایسی ہی حالت ہمارے سماج میں ایک عورت کی ہے۔ جب عورت کسی بھی تعلق میں قائم رہتی ہے خاص کر جب وہ بیوی بنتی ہے تو شروع شروع میں اس کے بھی ناز نخرے اٹھائے جاتے ہیں۔ اور اس بات کا احساس دلایا جاتا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ درجے کی مالک خاتون ہے اور اسے بہت حسین خواب دیکھائے جاتے ہیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مرد کی اصلیت اس پر عیاں ہوتی جاتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہی مرد اسے دینی رعایا سمجھنے لگتا ہے اور اسے صرف اپنے استعمال کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں سمجھتا اور اس کے تمام حقوق ضبط کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ سماج کی ایک تلخ حقیقت ہے۔

> "زندگی کی حقیقت کیا ہے، اس سوال کے جواب کی تلاش میں صدیاں کم مائیگی کا رونا رو کر بیت گئیں۔ خود زندگی انتقال در انتقال کا کشٹ اٹھائے جانے کس سمت روانہ ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کئی پتنگ ہوا کے دوش پر ڈولتے، بادلوں کے سنگ آسمانوں کی سیر پہ نکلی ہو۔ کبھی تیز ہوا کے تھپیڑے سے یوں غوطہ کھائے کہ دل حلق کو آئے اور کبھی مست ہوا میں یوں لہرائے جیسے پتلی کمر بل کھائے۔ کہیں زمین بوس ہو جانے کے خوف سے بے نیاز بلندیوں کی جانب اٹھنے لگے تو کہیں بلندیوں سے پٹخے جانے کی صورت میں زمین پر ڈب جائے۔[۲]

اس کے علاوہ افغانی زندگی کے سماجی مسائل کو مختلف کرداروں کے ذریعے بیان کیا ہے جس میں مرکزی کردار ہے زربی بی اور اس کی بیٹی گل مکئی زربی بی ایک پختون عورت ہے۔ اس کے ذریعے اسد محمود خان نے افغان سماج کے مختلف مسائل کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور اس زربی بی کے کردار کے ذریعے سماج میں رہنے والی ہر عورت کے سماجی مسائل کو بیان کیا گیا ہے چاہیے وہ کسی بھی روپ میں ہو اسے کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس افسانے میں افغان سماج کے موضوع کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

اس افسانے میں زری بی کے کردار کے ذریعے ایک ماں اور بیوی کے فرائض کو بیان کیا گیا ہے کہ ایک ماں کو اپنے بچوں کی پرورش اور ان کو دنیا میں لانے کے لیے کن کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے کس طرح ایک ماں اپنے لخت جگر کی پیدائش پر کن کن مسائل سے دوچار ہو کر اسے جنم دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ سماج کے ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی عورت پر مسائل آتے ہیں خاص کر جب وہ ایک بیوی کے روپ میں ہو تو وہ پہلے کا پہل ان مسائل کا سامنا کرنے کا ایک اضطراب ہوتا ہے مگر دھیرے دھیرے وہ ان مسائل میں روح بس جاتی ہے اور پھر اسے یہ مسائل ہی نہیں لگتے جیسا کہ مرزا اسد اللہ خان غالب نے کیا خواب کہا کہ "مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسان ہو گئیں"۔

یہ اس سماج کی حقیقت ہے خاص کر ایک عورت کے لیے ہمارے سماج میں نسوانی مسائل بہت زیادہ ہیں ایک عورت جب وہ بیوی کے روپ میں ہوتی ہے تو اسے دو گھروں کے مسائل کا سامنا کرنا ہوتا ہے اپنے گھر اور سسرال والا گھر ان دونوں گھروں کی ذمہ داریوں اور فرائض کو نبھاتے نبھاتے اس کی زندگی گزر جاتی ہے مگر اس کے مسائل کم ہونے کے بجائے بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ ہمارے سماج میں عورتوں کو ہمیشہ ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے خاص کر تب جب وہ ایک بیوی کے روپ میں ہوتی ہے شوہر خود کو حاکم اور اس کو محکوم ہی سمجھتا ہے اور اس بنیاد پر عورتوں کی حق تلفی کی جاتی ہے پھر وہ عورت اپنا گھر اور اپنے ماں باپ کی عزت بچانے کی خاطر زندگی بھر انہیں مسائل کے ساتھ سمجھوتہ کر کے زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ مشکلیں اور مسائل اسے اپنا عادی بنا دیتے ہیں۔

افسانہ نیم وکھڑکی میں جلتا چراغ میں آزادی کشمیر کے حالات اور آزاد کشمیر میں ہونے والے ظلم کی ایک پر درد اور دل سوز داستان کو بیان کیا گیا ہے۔ وہاں کے مسلمانوں نے کس طرح اپنی قیمتی جانوں کا نظرانہ دے کر اس خطے کو حاصل کیا ہے۔ اس افسانے کی کہانی کو چار کرداروں کے ذریعے شروع کیا گیا ہے۔ احمد ابہونی محمد صالح المصری، عمار یاد مصطفیٰ اور زلف صفا اور ان کے علاوہ ایک اہم کردار جو کہ ضمنی کردار ہے۔ ریحاب بنتِ عرب اور اس کا کمسن بیٹا جو کہ اس افسانے کا مرکزی کردار ہے ان مختلف کرداروں کے ذریعے باہمی گفتگو کو دیکھایا گیا ہے یہ گفتگو ایک چھوٹے سے کمرے کہ جس سے چاند کی روشنی کھڑکی کے نیم وار رستے سے ہوتی ہوئی کمرے کو روشن کر رہی ہوتی ہے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

اور پورے کمرے میں چار افراد کے موجود ہونے پر بھی مکمل سکوت طاری ہو تا ہے دراصل یہ ایک ادلامی تنظیم کے لوگ ہیں جو ایک آزادی چوک کو آزاد کروانے کے لیے سوچ میں گم ہوتے ہیں۔ درحقیقت اس کہانی کے پس منظر اسرائیلی اور فلسطینی محاذ کو آئینہ دار بنایا گیا ہے اور آزادی کی اصل حقیقت اور اصل جذبے کو ابھارا گیا ہے اور ایک ذہنی آزادی کے حصول کے لیے جذبات کو جھنجوڑا گیا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کریں۔

> "چاندنی نیم واکھڑکی سے اندر آکر مقابل دیوار پر پڑ رہی تھی۔" ہمیں کل ہر صورت میں جلسہ کرنا ہو گا"۔ اچانک احمد البیونی نے خاموشی کے بحر الکاہل میں آواز کی پہلی لہر کو کناروں کی سمت روانگی کا اشارہ دیا۔ "ہاں! مگر آزادی چوک پر تو صبح سے ہی پولیس اور فوج والوں نے کمان سنبھال لینی ہے۔ ایسے میں وہ کسی بھی صورت مجمع نہیں لگنے دیں گے۔ محمد صالح المصری نے اپنے خدشے کا اظہار کیا"[۷]

جیسا کہ اس افسانے کی کہانی میں ان چاروں کرداروں جو کہ ایک مجاہدانہ تنظیم کا حصہ ہوتے ہیں کی آپس میں گفتگو کا منظر بیان کیا گیا ہے اور کس طرح وہ آزادی کے حصول کے لیے اپنے ان شہداء اور زخمیوں کے دکھ اور قرب کو محسوس کر کے دل کے زخم کو کرید رہے ہوتے ہیں اوران کی خارش زدہ کتوں سے آزادی کے خواہاں ہیں مگر وہ بے بس ہیں اس آزادی کے حصول کے لیے وہ بہت جانیں گنوا بیٹھیں ہیں مگر آزادی حاصل نہیں کر پاتے ان کی۔ یہ سب باتیں ریحاب بنتِ عرب جو کہ ایک عمر رسیدہ خاتون ہے۔ اس کا معصوم بیٹا سن رہاہے اس کا ذہن اپنی نشوونما کی اڑان پر ہو تا ہے اور وہ ان سب باتوں کو ذہن نشین کر رہا ہو تا ہے اور آزادی کی اہمیت کو اور آزادی کے لیے انقلاب کی اہمیت کو سمجھ رہا ہو تا ہے اور پھر وہی ہو تا ہے جو کہ ہو تا آیا ہے کہ یہ زمین ایک شہید کے خون سے سرسبز وشاداب ہوتی ہے۔ جس پر انقلاب کی پھو پھوٹتی ہے جب موذن کی آذان یہ احساس دلاتی ہے کہ صبح ہو چکی ہے اورآزادی چوک پر گولی چلنے کی آواز احمد البیونی کے کان پر پڑتی ہے اور وہ نیم واکھڑکی سے جھانک کر دیکھتا ہے تو آزادی چوک میں ایک معصوم بچے کی لاش پر نظر پڑتی ہے جبکہ دوسری طرف اس کی ماں اس سب سے بے خبر ہو کر بہ سکون ہو کر اپنا کام سر انجام دے رہی ہوتی ہے۔ اقتباس ملاحظہ کریں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

"ہاں! یہ تو ہے۔۔پوری دنیا جانتی ہے کہ یہ خارش زدہ کتے بھونک بھونک کر سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔۔۔۔اگر ہم ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پتھر نہیں ماریں گے تو یہ ہمارا راستہ کبھی نہیں چھوڑیں گے۔" عماد یا د مصطفیٰ نے قدرے جذباتی انداز میں بات کرتے ہوئے کہا وہ چہرے مہرے سے جذباتی نوجوان دکھائی دیتا تھا اور اس وقت بھی اُس کی آنکھوں میں جوش کے شعلے بھڑک رہے تھے جو چاند کی روشن میں واضح دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔" (۸)

اب اس معصوم بچے کے کردار کے ذریعے ایک تو آزادی کی اہمیت اور دوسرے آزادی کے لیے جدوجہد کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کیا گیا ہے کہ چاہیے ملک کی آزادی ہو یا قوم کی پھر اس آزادی میں انقلاب خون سے ہی آتا ہے۔ اور انقلاب کی تاریخ لہو سے ہی رقم کی جاسکتی ہے۔ اسد محمود خان نے اپنے سماج کے ہر رنگ کو اپنے افسانوں مین سمونے کی کوشیش کی ہے۔۔ڈاکٹر ظہیر عباس اسد محمود خان کے افسانوں کے حوالے کہتے ہیں۔

"یہ افسانے ہمارے معاشرتی، ثقافتی اور اقتصادی مسئلوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ اسد محمود کا قلم ہمیں بتاتا ہے کہ ہم بظاہر آزادی کی بات کرتے ہیں، وہ ایک جھوٹ ہے۔ ہمارے سماج میں آزادی صرف ایک خواب ہے جو ہر انسان کے ذہن میں گھومتا رہتا ہے مگر اس تک پہنچنے کے لیے ایک بھارتی قیمت چکانی پڑتی ہے"(۹)

افسانہ کماؤ پوت میں دو کرداروں کے ذریعے بہت بڑے سماجی مسلے، اور اسلامی نظریات اور عقائد کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جیسے اسلامی شرعی حد بندیاں ہوتی ہیں ان کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس افسانے میں سماجی و مذہبی مسائل کا بیان ملتا ہے۔

اس افسانے میں جدید ٹیکنالوجی کو بیان کیا گیا ہے کہ سماج کس طرح ترقی پذیر ہوتا جارہا ہے جیسے جیسے وقت گزرتا جارہا ہے نت نئی ٹیکنالوجی انسان کو اپنے حصار میں لیتی جارہی ہے اس افسانے میں بھی ایک جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کو دکھایا گیا ہے جیسے کمپیوٹر کہا جاتا ہے۔ جس نے ہر ناممکن کو آسان تر بنادیا ہے۔ پہلے دور میں جب یہ جدید ٹیکنالوجی نہیں ہوا کرتی تھی انسان کی زندگی بھی محدود ہوا کرتی تھی مگر جب سے یہ جدید ٹیکنالوجی وجود

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

میں آئی ہے اس سماج کو اورانسانی رویوں کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے جیسے کہ پہلے دور میں پیغام رسائی بہت ہی مشکل ہوا کرتی تھی پہلے پیغام کبوتر کے ذریعے بھیجے جاتے تھے مگر جیسے جیسے دور بدلتا چلا گیالوازمات بھی بدلتے چلے گئے پھر پیغام رسائی کے لیے ڈاک کا نظام وجود میں آیا اور اس میں ترقی ہوتی چلی گئی ڈاک کے نظام سے پیغام رسانی کا کام کچھ آسان ہوا پہلے جہاں خط مہینوں کے مسافت پر ملا کرتے تھے اب ہفتوں اور دنوں کی ہی دوری پر محیط ہو گے مگر جیسے سماج ترقی پذیر ہو تا گیا جدید آلات ولوازمات بھی اسی انداز میں بدلتے چلے گئے اور پھر جدید دور کی سب سے بڑی ڈیجیٹل اور سوشل ٹیکنالوجی نے اس کام کو بہت ہی آسان بنادیا ہے جس سے اب کئی مہینوں اور دنوں کی مسافت کم ہو کر ایک دو سیکنڈ پر محیط ہو چکی ہے اور ابلاغ کے نت نئے جدید آلات وجود میں آچکے ہیں جن سے ابلاغ کے مسائل کا خاتمہ ہوا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کریں۔

> "میرے دوستوں کی فہرست میں سب سے پہلا نام کمپوٹر اور سب سے آخری نام بھی کمپیوٹر ہی ہے۔ ہارڈوئیر ، سوفٹ وئیر پر وگرامنگ اور نجانے کتنے ہی چھوٹے چھوٹے پر زے میرے سنگی بیلی ہیں۔ میں اپنے ان دوستوں کے ساتھ ساراسار دن کھیلتا ہوں۔ انٹر نیٹ سے بھی اچھی خاصی جان پہچان ہے۔ کبھی کسی کمپنی سے مال منگوانے کے لیے تو کبھی کسی کو" انوائس" بھیجنے کے لیے "ای میل "کا سہارالینا پڑتا ہے۔"[۱۰]

اب جیسا کہ فیسبک نے انسانی فاصلہ ختم کر دیا ہے اس کی مدد سے کوئی کہیں بھی ہو دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو اپنی آواز اور تصویر ایک ہی سیکنڈ میں کسی دوسرے تک پہنچا سکتا ہے اور اپنے دل کی بات کہہ سکتا ہے اسی طرح ای میل کی سہولت نے ابلاغ کے مسائل کو ختم کیا ہے   اسد محمود خان ایک حقیقی افسانہ نگار ہیں وہ حقیقت سے آنکھ مچولی نہیں کرتے بلکہ حقیقت کا بے باکی سے اظہار کرتے ہیں اسد محمود خان سماجی رویے سے شناس بھی ہیں اور ان کی افسانہ نگاری میں یہ بات نمایاں نظر آتی ہے وہ کس طرح سماجی اویوں سے شناسا ہیں اور اپنی داخلی کیفیات کو اپنے افسانوں میں مختلف کرداروں کے ذریعے بیان کرتے ہیں ان کے افسانوی مجموعوں میں ہر افسانہ زندگی کے حقیقی مسائل کا آئنہ دار ہے اور ان کے افسانوں کی کہانیاں بھی روزمرہ کے عام گھرانوں کی کہانیاں ہیں اور جن میں زیادہ تر سماجی مسائل اور معاشرتی مسائل کو بیان کہا گیا ہے۔ اور سماج میں ایک عورت اور ایک لڑکی چاہیے وہ سال کے روپ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

میں ہے یا بیٹی کے روپ میں ہے یا بیوی کے روپ میں ہے ان کے سماجی مسائل کو بیان کیا گیا ہے زیادہ تر معاشرتی اور سماجی مسائل اور عمومی انسانی جذبات اور مذہبی وسیاسی موضوعات ہی ملتے ہیں۔

اسد محمود خان چونکہ ایک عسکری قیادت سے وابستہ رہے ہیں اور ایک فوجی کی زندگی گزار چکے ہیں اور اپنے فرائض سرانجام دیے ہیں اس لیے یا سیت ایک فوجی کے وہ اپنے کہانیوں میں ایک فوجی کی زندگی کے مسائل اور مشکلات کو بھی بیان کرتے ہیں ان کے افسانوی موضوعات میں فوجیوں کی زندگیوں اور ان کے وہ تمام مسائل جو ان کو گھر سے دور در پیش آتے ہیں ان کا بیان کرتے ہیں کہ کیسے ایک فوجی میلوں دو اپنے گھر بار کو چھوڑ کر جب الوطنی کی خاطر اپنے جذبات کو اپنے فرائض کے آگے قربا کر کے ملک و قوم کی خاطر زندگی گزار دیتے ہیں ان تمام مسائل اور محرومیوں کو اپنے افسانوی موضوعات کا حصہ بن کر پیش کرتے ہیں۔ اسد محمود خان کے افسانوں میں زیادہ تر ان کی ہی آپ بیتی ہے دیکھنے کو ملتی ہے اور ان کے افسانوں میں زیادہ تر تاریخی موضوعات شامل ہیں انہوں نے تاریخ کو اپنے افسانوں میں شامل کر کے افسانہ نگاری کو بہت جدت بخشی ہے تاریخی حوالے سے جو جنگیں گزری ہُں چاہیے وہ امریکہ اور افغانستان کی جنگ ہو یا پھر امریکہ اور شام کے جنگی حالات ہوں ان تمام تاریخی مناظر اور ایک غزل مسلسل کے ساتھ اپنے افسانوں کا موضوع بنا کر بیان کیا ہے۔ یہ ان کی تاریخ سے واقفیت اور نگاؤ کا ایک منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔

اسد محمود خان کے افسانوں کے عنوان ان کے موضوعات اور کہانیوں کی ترجمانی کرتے ہیں ان کے ہاں رجائیت اور سیاست کے موضوعات بھی شامل ہیں اسد محمود خان سماجی حوالے سے بہت حساس انسان ہیں ان کے احساسات اور جذبات کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر کسی کے دکھ اور تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اور پھر اسی کرب کو اپنے افسانوں کا موضوع بنا کر پیش کرتے ہیں سماجی و معاشرتی مسائل کو انہوں نے اپنے افسانوں میں برملا بیان کیا ہے ہر طبقے ہر گھرانے اور ہر وہ کردار جو سماجی مسائل سے جیسا کہ ہمارے سماج میں تعلیم ایک بہت بڑا سماجی مسئلہ ہے صحت کے مسائل اور بنیادی ضروریات زندگی کے مسائل اور پھر ہمارے مذہبی جیسا کہ مذہب کے نام پر ہمارے سماج میں جگہ جگہ قتل عام کیا جارہا ہے اور دہشتگردی کے مسائل جس سے ہماری مساجد بھی غیر محفوظ ہو چکی ہیں اور ہماری عبادت گاہوں میں بے گناہ اور معصوم لوگوں کا خون بہایا جارہا ہے۔ ان تمام سماجی مسائل کو اسد محمود خان نے بیان

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-22

کیا ہے یہی وجہ ہے ان کی افسانہ نگاری میں ہمارے سماج کے حقیقی اور تاریخی مسائل کو اور تلخ رویوں، عوامی جذبات کو بیان کیا گیا ہے۔ اسد محمود خان فکری لحاظ سے بہت حساس طبیعت کے مالک ہیں وہ ہر زاویے سے ہر نقطہ سے لوگوں اور ملک کے مسائل کو دیکھتے ہیں اپنی داخلی کیفیات کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اسد محمود خان، نیم واکھڑکی میں جلتا چراغ "ناشر محمد عظیم البلال پبلیشنگ لاہور ۳فروری۲۰۱۸ص ۲۲

۲۔ حفیظ بادل، انٹرویو بتاریخ۸جون ۲۰۲۵بوقت ۸ بجے

۳۔ اسد محمود خان، نیم واکھڑکی میں جلتا چراغ "ناشر محمد عظیم البلال پبلیشنگ لاہور ۳فروری۲۰۱۸ص۴۹

۴۔ ایضاً، ص۵۲

۵۔ ڈاکٹر ظہیر عباس انٹرویو بہ وقت ۲ بجے دن بتاریخ ۲۱جون

۶۔ اسد محمود خان، نیم واکھڑکی میں جلتا چراغ "ناشر محمد عظیم البلال پبلیشنگ لاہور ۳فروری۲۰۱۸ص ۶۵

۷۔ اسد محمود خان، نیم واکھڑکی میں جلتا چراغ "ناشر محمد عظیم البلال پبلیشنگ لاہور ۳فروری۲۰۱۸ص۸۱

۸۔ ایضاً، ص۸۲

۹۔ ڈاکٹر ظہیر عباس انٹرویو بہ وقت ۲ ۱بجے دن بتاریخ ۲جولائی

۱۰۔ اسد محمود خان، نیم واکھڑکی میں جلتا چراغ "ناشر محمد عظیم البلال پبلیشنگ لاہور ۳فروری۲۰۱۸۱ ص۸۷